کشف المحجوب

تصنیف : حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

مترجم : غلام معین الدین نعیمی اشرفی

کشف المحجوب

تصنیف

حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

غلام معین الدین نعیمی اشرفی

نام کتاب	....	کشف المحجوب
تصنیف	....	حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویریؒ
سرورق	....	عامر سعید
کمپوزنگ	....	ہجویری کمپوزرز اینڈ ڈیزائنرز
تعداد	....	ایک ہزار
قیمت	....	165 روپے

(۸) فرقۂ خرازیہ	386
بقا اور فنا	387
فنا و بقا میں مشائخ کے رموز و لطائف	392
(۹) فرقہ خفیفیہ	395
غیبت اور حضور	396
(۱۰) فرقہ سیاریہ	401
جمع و تفرقہ	402
جمع و تفرقہ کی تعریف	402
جمع و تفرقہ کے معنیٰ	
میں مشائخ کا اختلاف	407
(۱۱-۱۲) ملحدوں کے حلولی فرقے	412
روح کی بحث	413
روح کے بارے میں اقوالِ مشائخ	419
پہلا کشف، معرفتِ الٰہی میں	421
معرفت کی اقسام	421
معرفتِ علمی کے دلائل	421
معرفت میں نظریاتی اختلاف	423
معرفت میں مشائخ	
کے رموز و لطائف	433
دوسرا کشف، توحید کے بیان میں	438
توحید کے اقسام	439
اثباتِ توحید	439

توحید کے سلسلہ میں مشائخ	
کے رموز و اشارات	442
حکایت	448
تیسرا کشف حجاب ایمان	
کے بارے میں	449
صوفیاء کا اعتقاد	450
ایمان کی اصل و فرع	450
علاماتِ ایمان	453
چوتھا کشف حجاب	456
نجاست سے پاک	
ہونے کے بیان میں	456
توبہ اور اس کے متعلقات کا بیان	460
توبہ کی شرائط	461
توبہ کے بارے میں مشائخ کے	
ارشادات	463
توبہ کس سے کس کی طرف	465
بار بار ارتکاب گناہ کا مسئلہ	466
توبہ میں اقوال و مشائخ	467
پانچواں کشف حجاب	
نماز کے بیان میں	469
طریقت کی نماز	470
محبت کا بیان	476

الجمع علم التوحید والتفرقته علم الاحکام — توحید کا علم جمع، اور احکام کا علم تفرقہ ہے۔

اس لحاظ سے علم اصول، جمع اور علم فروع تفرقہ ہوں گے۔ ایک بزرگ کا قول یہ ہے کہ:

الجمع ما اجتمع علیه اهل العلم والتفرقته ما اختلفوا فیه — جس پر اہل علم کا اجماع ہو وہ جمع اور جس میں ان کا اختلاف ہو وہ تفرقہ ہے۔

لیکن جمہور محققین تصوف کی عبارات و اشارات میں تفرقہ سے مکاسب (بندے کے اختیاری اعمال) اور جمع سے مواہب (مجاہدے اور مشاہدے) مراد لئے ہیں۔ لہٰذا جو بندہ مجاہدے کے ذریعہ واصل بحق ہو وہ تفرقہ ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر جو خاص عنایت و ہدایت ہو وہ جمع ہے اور بندے کی عزت و تکریم اس میں ہے کہ وہ اپنے وجودی افعال اور جمال حق کے لئے مجاہدے کی قدرت میں اپنے افعال کی آفتوں سے محفوظ رہے اور اپنے افعال کو باعطائے فضل الٰہی جان کر مشاہدے کو ہدایت الٰہی کے دامن میں منفی دیکھے۔ لہٰذا ایسا بندہ اپنی ہر اقامت میں حق تعالیٰ کے ساتھ قائم ہو کر اس کا نائب اور اوصاف میں اس کا وکیل ہوگا اور اس کے تمام افعال کی نسبت اسی کی طرف ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنے کسب کی نسبت سے محفوظ ہو جائے گا جیسا کہ حق تعالیٰ نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بواسطہ حضرت جبرل علیہ السلام حدیث قدسی میں فرمایا:

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعًا وَّبَصَرًا وَّیَدًا وَّلِسَانًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ (بخاری شریف)

میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری قربت کا ہمیشہ خواہاں رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پھر جب میں اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان آنکھ ہاتھ اور زبان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سنتا ہے، مجھ سے ہی دیکھتا، مجھ سے

ہی بولتا اور مجھ سے پکڑتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارا بندہ مجاہدے کے ذریعہ جب ہمارا مقرب ہو کر محبوب ہو جاتا ہے تو ہم اس کے وجود کو اس سے فنا کر دیتے ہیں اور اس کے افعال کی نسبت کو اس سے اٹھا لیتے ہیں حتیٰ کہ وہ ہمارے ذریعہ ہی سنتا ہے جو وہ سنے اور ہمارے ہی ذریعہ بولتا ہے جب وہ بولے اور ہمارے ہی ذریعہ دیکھتا ہے جب وہ دیکھے اور ہمارے ذریعہ پکڑتا ہے جب وہ پکڑے گویا وہ ہمارے ذکر میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ وہ ذکر کا مغلوب بن جاتا ہے۔ اور اس کے ذکر میں اس کا کسب مفقود ہو جاتا ہے اور ہمارا ذکر اس کے ذکر کا سلطان بن جاتا ہے اور اس کے ذکر سے آدمیت کی نسبت جدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر ہمارا ہی ذکر ہوگا حتیٰ کہ بحالت غلبہ وہ اسی کے ساتھ موصوف ہوگا چنانچہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ غلبہ حال میں نعرہ لگاتے ہیں کہ ''سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِیْ'' (پاک ہے مجھے، کتنی ہی بڑی میری شان) یہ جو کچھ فرمایا حق تعالیٰ کی گفتار سے تھا اور جو کہا حق کہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ — حق تعالیٰ حضرت عمر کی زبان میں بولتا ہے

(ابن ماجہ)

اس کی حقیقت اس طرح پر ہے کہ آدمیت پر جب حق تعالیٰ کے غلبہ کا ظہور ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی ہستی سے نکال دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی تمام باتیں حق تعالیٰ ہی کی فرمودہ ہوتی ہیں اس استحالہ کے باوجود کہ حق تعالیٰ کسی میں حلول نہیں کرتا اور نہ کسی مخلوق یا مصنوع میں ممتزج و متحد ہو جاتا ہے اور نہ کسی چیز میں وہ پیوست ہوتا ہے۔

تعالی اللہ عن ذالك وعما يصفه الملاحدة علوا كبيرا

البتہ یہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت بندے کے دل پر غالب ہو جائے اور اس کے غلبہ کی زیادتی میں اس کی عقل و طبع اس کی برداشت سے عاجز آجائے اور اس کا امر اس کے کسب سے ساقط ہو جائے۔ اس درجہ میں اس حالت کا نام جمع ہے جس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبتِ الٰہی میں ایسے مستغرق و مغلوب تھے کہ جو فعل آپ سے رونما ہوتا اللہ تعالیٰ اس

فعل کی نسبت کو آپ سے دور فرماتا اور فرماتا کہ وہ فعل میرا تھا آپ کا نہ تھا ہر چند کہ اس فعل کا ظہور و صدور آپ سے ہوا۔ چنانچہ ارشاد حق ہے:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:۱۷) اے محبوب وہ مشت خاک جو آپ نے دشمنوں پر پھینکی تھی وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ ہم نے پھینکی تھی۔

اسی قسم کا فعل جب حضرت داؤد علیہ السلام سے صادر ہوا تو حق تعالیٰ نے اس فعل کی نسبت ان کی طرف کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ (البقرہ:۲۵۱) حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔

یہ حالت تفرقہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں نبیوں کے افعال میں فرق و امتیاز رکھا۔ ایک کے فعل کی نسبت ان کی طرف ہی رکھی اور یہ نسبت فعل محل آفت و حوادث ہے اور دوسرے کے فعل کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے لہٰذا اس کی طرف نسبت فعل، آفت و حوادث سے پاک ہے۔ بنابریں اگر آدمی سے ایسا فعل سرزد ہو جو آدمی کے افعال کی جنس سے اور اس کے قبیل سے نہ ہو تو یقیناً اس کے فعل کا فاعل، حق تعالیٰ ہے اور اعجاز و کرامت سب کچھ اس کے ساتھ شامل ہے لہٰذا تمام عادی افعال تفرقہ ہیں اور تمام ناقض عادت فعل، جمع ہیں کیونکہ ایک رات میں "قاب قوسین" پہنچنا فعل عادی نہیں ہے اور یہ بجز فعل الٰہی ممکن نہیں اسی طرح غایت درجہ سچی اور درست بات کہنا فعل عادی نہیں یہ بھی فعل الٰہی کے سوا ممکن نہیں اور آگ سے نہ جلنا بھی فعل عادی نہیں یہ بھی فعل الٰہی کے بغیر ممکن نہیں اور غیبوبت میں درست و صحیح بات کہنا بھی فعل عادی نہیں یہ بھی اس کے فعل کے بغیر ممکن نہیں۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو یہ معجزات و کرامات عطا فرما کر ان کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور ان افعال کو اپنا ہی فعل بتایا جبکہ محبوبوں کا فعل اسی کا فعل قرار پایا تو ان کی بیعت، خدا کی بیعت اور ان کی اطاعت، خدا کی اطاعت ہوئی چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (الفتح:۱۰)
یقیناً جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نیز فرمایا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (النسآء:۸۰)
جس نے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

خلاصہ یہ کہ محبوبانِ خدا اولیاء اللہ، اسرارِ الٰہی سے تو مجتمع اور معاملات و اظہار سے مفترق ہیں یہاں تک کہ اجتماع کے ساتھ دوستی و محبت کے اسرار مستحکم ہیں اور افتراق کے ساتھ بندگی کی اقامت کا اظہار صحیح و درست ہے۔ ایک بزرگ بحالت جمع فرماتے ہیں کہ:

قد تحققت بسرّی فناجاك لسانی
فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعانی
فلیس عینك التعظیم لحظه عن عیانی
ولقد صیرك الواجد من الاجساد امانی

میرا باطن متحقق ہوا تو میری زبان نے تیری مناجات کی
لہٰذا ہم کچھ معانی میں جمع اور کچھ معانی میں مفترق ہیں

اس شعر میں اجتماع اسرار کو جمع اور زبان کی مناجات کو تفرقہ کہا گیا ہے اس کے بعد جمع و تفرقہ کا اپنے وجود میں نشانی بتائی اور اس قاعدہ کو اپنے پر محمول کیا۔ یہ بہت لطیف بات ہے۔ وباللہ التوفیق۔

جمع و تفرقہ کے معنیٰ میں مشائخ کا اختلاف

اب اس جگہ ایک اختلاف کا بیان باقی ہے جو ہمارے اور مشائخ کے اس گروہ کے درمیان ہے جو یہ کہتا ہے کہ جمع کا اظہار، تفرقہ کی نفی ہے اس لئے کہ یہ دونوں ضدیں ہیں کیونکہ جب ہدایت کا غلبہ اور استیلا ہوتا ہے تو بندے سے کسب و مجاہدے کا اختیار جاتا رہتا ہے اور یہ